مدیر کے قلم سے

کرنیں

باسمہ الکریم

تاریخ کے زخم

تاریخ اسلام کے کشادہ سینہ پر فتح و مسرت کے سجے ہوئے تمغوں کا سجیلا پن بھی ہے اور شکست وہزیمت کے رستے زخم بھی، اس کا چپہ چپہ اہل وفا کے سدا بہار کارناموں کی خوشبوئے وفا سے معطر بھی ہے اور قدم قدم پر ننگ دین، ننگ ملت غداروں کی ضمیر فروشی کے بھبکے بھی...... ۱۱ ستمبر کے بعد چند ماہ دلِ ویران میں ان گنت پھول کھلے اور مرجھائے، رقص ابلیس کی فسوں کاری کے دوران خام تمناؤں کے دشتِ بے آب و گیا کے سفر میں نہ جانے کتنے ہی آبلے بنے، ابھرے اور پھوٹ پھوٹ کر رو دئے، دل و دماغ پر ساون کے بادلوں کی طرح مایوسی کی گھٹائیں چھائی رہیں...... بے چینی اور بے کلی کے اس عالم میں اولوالعزم انسانوں کی تاریخ کے مطالعہ سے ہمت وجرأت کے روزن وا ہو کر امید کی کرنیں نکل آتی ہیں اور یاس کی بدلیاں چھٹنے لگتی ہیں، علامہ ذہبی کی شہرۂ آفاق کتاب "سیر اعلام النبلاء" عظمت وعزیمت کے ۲۵ ہزار کرداروں کی ایمان افروز داستان ہے، تیسری جلد اٹھا کر کھولی تو صفحہ ۳۲۵ سامنے تھا، مشہور زمانہ "حرہ" نامی خون ریز جنگ کا غم اس پر بکھرا تھا، یہ پہلی صدی ہجری ساٹھ کی دہائی ہے، مدینہ منورہ حملہ کی زد میں ہے، لوٹ مار کا بازار گرم ہے، ہزار سے زیادہ دوشیزاؤں کی عزتیں پامال ہو چکی ہیں۔ ۱۱۷۰ احادیث نبویہ روایت کرنے والے صحابی رسول حضرت ابوسعید خدریؓ کے گھر چند لفنگے گھس آئے۔ فقیر کے دل کی طرح اس کی جیب اور گھر کہاں آباد رہتا ہے، جب کچھ ہاتھ نہ آیا تو کہنے لگے...... "خالی ہاتھ جانے سے بہتر ہے کہ اس بوڑھے کی داڑھی سے کچھ خراج وصول کیا جائے"...... ایک ایک لٹیرا آتا رہا اور قہقہوں کی گونج میں اس عظیم صحابی کی سفید ریش سے اپنا حصہ نوچتا رہا، بزرگ صحابی کے پاس اس درد، اس تکلیف اور اس بے حرمتی کے دفاع کے لیے چند آنسو تھے جو بے بس آنکھوں سے نکل کر زخم زخم چہرے پر بہنے لگے...... مچلتے جذبوں پر اوس ڈالنے اور اداس کر دینے والے واقعہ حرہ کی تفصیلات پڑھنے کی مزید ہمت نہ ہوئی، چند صفحات پلٹے تو صفحہ ۳۰۶ سامنے آیا، اس پر غمِ کربلا کی داستان رقم تھی، یہ میدان کربلا ہے، مسافران راہِ حق خیمہ زن ہیں، ایک عقیدت مند خیمے میں داخل ہوا، دیکھا کہ نواسہ رسول حضرت حسینؓ تلاوت میں مصروف ہیں اور اشکوں سے دل کی کدورتوں کی تطہیر جاری ہے۔ پوچھا "میرے ماں باپ آپ پر فدا، اس ویرانے میں آپ کیا کر رہے ہیں؟" فرمایا "یہ دیکھیے میرے پاس اہل کوفہ کے خطوط ہیں لیکن اب ان کا ارادہ بدل گیا ہے، معلوم یوں ہوتا ہے کہ وہ مجھے ختم کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں، اگر انھوں نے ایسا کر لیا تو یاد رکھیے تمام حدود پامال کرنے کے بعد اللہ کے ہاں ان کی حیثیت لونڈی کے چیتھڑے کے برابر بھی نہ ہوگی۔"...... لیکن پھر وہی ہوا جس کا انہیں خدشہ تھا، واقعہ کربلا کا دلخراش منظر تاریخ اسلام کا ایک رستا زخم ہے۔ علامہ ذہبی نے آگے لکھا کہ کربلا اور مدینہ منورہ کو بے آبرو کرنے والے قدرت کے انتقام سے بچ نہ سکے، وہ بہت جلد گرفت کے انجام کو پہونچے۔

معرکہ حق وباطل میں باطل کو بارہا غلبہ حاصل ہوتا رہا، حباب کی مانند وہ پھلتا پھولتا بھی رہا ہے۔ لیکن حق کے لیے مٹنے والے اہل جنوں کبھی نہیں مٹتے، یہ ہمیشہ رہے، رہیں گے تاریخ کے صفحات پر، لوگوں کے دلوں میں، یادوں میں، زندہ و تابندہ و جاوید!...... سرزمین افغانستان پر وقوع پذیر ہونے والے المیہ میں بھی حق وباطل کا کردار ٹکرایا، نیکی کے مقابلے کے لیے برائی اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ آئی...... بجلیاں کوندتی رہیں، بم برستے رہے، فضا گرجتی رہی، زمین تڑپتی رہی اور محوِ تماشائے لبِ بام کھڑی عقل و دانش جانے کیا کیا کہتی رہی، لیکن عشق تھا جو بے خطر چلا تھا آتشِ نمرود میں کودنے۔ صدق و وفا اور جرأتوں و عظمتوں کا یہ کردار رمضان کی ایک شب گزیدہ سحر میں یقیناً غائب ہوا، قندھار کے داغ داغ اجالوں میں طلوع ہونے والا ستارۂ صبح شاید اس مرد کوہستانی کو پھر کبھی نہ دیکھ سکے، تہذیبوں کو بنتے اور بگڑتے دیکھنے والے دریائے کابل سے درویشوں کا یہ قافلہ شاید پھر کبھی نہ گذرے لیکن اس کا یہ نغمہ افغانستان کی فضاؤں میں، ہواؤں میں سدا گونجتا رہے گا:

بھلا سکیں گے نہ اہل زمانہ صدیوں تک
مری وفا کے، مرے عشق و جنوں کے افسانے